## سوال

(26) آمین بالجہر علی الخصوص نماز جہری میں کیوں خاص کی گئی ہے۔

## جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

آمین بالجہر علی الخصوص نماز جہری میں کیوں خاص کی گئی ہے آیا کسی محدیث صحیح مرفوع سے تخصیص صلوۃ جہری ونفی صلوۃ سری کی بصراحت تمام وارد ہے یا نہیں، اگر وارد ہے تو براہ مہربانی دونوں سوالوں کا جواب حدیث مرفوع متصل الاسناد سے مع روایات واسامی کتب کے تحریر فرمایا جاوے، بدرجہ تنزل میں اس کی بھی اجازت دیتا ہوں کہ حدیث حسن یا ضعیف قابل عمل ہی سے لکھا جاوے، واضح رہے کہ آثار صحابہ سے استدلال نہیں چاہتا ہوں؟

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

احادیث سے صرف نماز جہری میں آمین بالجہر کہنا ثابت ہے اور نماز سرّی میں آمین بالجہر کہنا ثابت نہیں ہے اسی لیے آمین بالجہر نماز جہری کے ساتھ خاص کی گئی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

**ھوالموافق**

بے شک حدیث متفق علیہ مذکور سے صاف اور صریح طور پر مقتدیوں کے واسطے آمین بالجہر ثابت ہے امام بخاری نے مقتدی کے واسطے آمین بالجہر کےلیے باب بایں لفظ منعقد کیا ہے باب جھر الماموم بالتامین، اور اس باب میں اسی ابوہریرۃؓ کی حدیث مذکور کو ذکر کیا ہے۔ حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں قال الزین بن المنیر مناسبة الحدیث للترجمة من جھة ان فی الحدیث الامر بقول امین والقول اذا وقع بہ الخطاب مطلقا حمل علی الجھر ومتی ارید بہ الاسرار او حدیث النفس قید بذلک وقال ابن رشید توخذ المناسبة منہ من جھات منھا انہ قال اذا قال الامام فقولوا فقابل القول بالقول والامام انما قال ذلک جھرا فکان الظاھر الاتفاق فی الصفة ونھا انہ قال فقولوا ولم یقیدہ بجھر ولا غیرہ وھو مطلق فی سیاق الاثبات وقد عمل بہ فی الجھر بدلیل ما تقدم یعنی فی مسئلہ الامام والمطلق اذا عمل بہ فی صورة لم یکن حجة فی غرھا بالاتفاق ومنھا انہ تقدم ان الماموم مامور بالاقتداء بالامام وقد تقدم ان الامام یجھر فلزم جھرہ بجھرہ وھذا الاخیر سبق الیہ ابن بطال وتعقب بانہ یستلزم ان یجھر الماموم بالقرأة لان الامام جھر بھا لکن یمکن ان ینفصل عنہ بان الجھر بالقرأة خلف الامام قد نھی عنہ فبقی التامین واخلا تحت عموم الامر باتباع الامام ویتوی ذلک بما تقدم عن عطاء ان من خلف ابن الزبیر کانوا یؤمنون جھرا وروی البیھقی من وجہ ان عطاء قال ادرکت مائتین من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ھذا المسجد اذا قال الامام ولا الضالین سمعت لھم رجة بامین والجھر بالماموم ذھب الیہ الشافعی فی القدیم وعلیہ الفتویٰ وقال الرافعی قال الاکثر فی المسئلة قولانا اصحھما انہ یجھر انتھی۔ واللہ العلم

ترجمہ: زین بن منیر کہتے ہیں کہ حدیث سے ترجمہ باب کی مناسبت کئی طرح سے ہے، حدیث میں آمین کہنے کا حکم ہے اور قول کے ساتھ جب خطاب مطلق واقع ہو، تو اسے جہر پر محمول کیا جاتا ہے اور اگر اس سے سر مراد ہو، تو اسے مقید طور پر بیان کیا جاتا ہے، دوسرا یہ کہ آپ نے قال کے مقابلہ میں قولوا فرمایا ہے اور جب قول، قول کے مقابل ہو تو اس سے وہی کیفیت مراد ہوتی ہے۔ جو پہلے کی ہو، تو جب امام ولا الضالین بلند آواز سے کہے گا۔ تو آمین بھی بلند آواز سے ہوگی، تیسری یہ کہ قولوا کا لفظ مطلق واقع ہوا ہے اور اس پر جہر کی صورت میں عمل ہوا ہے تو مطلق پر جب ایک صورت میں عمل ہو جاوے تو وہ بالاتفاق دوسری صورت میں حجت نہیں رہتا، چوتھی یہ کہ مقتدی کو امام کی اقتداء کا حکم ہے اور چوں کہ امام جہر سے قرأت کرتا ہے لہذا مقتدی بھی جہر سے آمین کہے گا۔ اس پر اعتراض یہ ہوسکتا ہے کہ امام قرأت جہر سے کرتا ہے اور مقتدی جہر سے نہی کرتا، تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرأت بلند آواز

سے نص صریح سے بند ہوگئی، لیکن آمین چونکہ قرأت نہیں تھی۔ وہ اپنے حال پر باقی رہی اور اس سے پہلے سے گذر چکا ہے کہ ابن زبیر اور ان کے مقتدی بلند آواز سے آمین کہتے تھے عطاء کہتے ہیں کہ میں نے دو سو صحابہ کو اس مسجد میں بلند آواز سے آمین کہتے دیکھا ہے۔ مسجد کانپ جاتی تھی۔ امام شافعیؒ کے نزدیک مقتدی بلند آواز سے آمین کہے، رافعی کہتے ہیں کہ اکثر اس مسئلہ میں دو قول بیان کرتے ہیں ان سے زیادہ صحیح یہ ہے۔ کہ بلند آواز سے آمین کہے۔

## فتاویٰ علمائے حدیث

## جلد 3 ص 143-145

### محدث فتویٰ